پروفیسر ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری☆

قرآن مجید کا جمالیاتی طرز اسلوب اور سیرت نبوی ﷺ

جو باتیں بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف اقوام کے لئے مختلف ممالک میں ہزار ہا سال تک اترتی رہیں وہ سب کی سب قرآن مجید میں محفوظ ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید کے بعد کسی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ انسان کی ہدایت کی اور رہنمائی کی ان تمام باتوں کو جو پچھلی کتب میں ناتمام و نامکمل تھیں، قرآن مجید نے مکمل کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ قرآن مجید اپنے اندر ایسی جامعیت اور ایسا جمالیاتی طرز اسلوب رکھتا ہے کہ وہ مذہب جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے مقدس معمار نے ڈالی تھی۔ جس پر توریت نے قانون اور شریعت کی عمارت قائم کی تھی اور جس پر حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام نے سیاست اور عدالت کے نقش و نگار بنائے تھے، اور جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکمت کے جوہر سے جلا بخشی، قرآن مجید نے اس میں ابدی روح پھونک دی اور اسے درجۂ تکمیل تک پہنچا دیا، اسلوب کے لحاظ سے غور کیا جائے تو اس قدر مؤثر اور حیرت انگیز ہے کہ بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ اس کی ہر ہر آیت میں خاص حسن پایا جاتا ہے اور قرآن مجید کی سحر بیانی اس کے صوتی حسن پر بھی انحصار کرتی ہے یہ اسلوب جمالیاتی حسن، جامعیت قرآن مجید میں ہر جگہ دکھائی دیتی ہے۔ اسی اسلوب کا اعجازی پہلو یہ ہے کہ انسان اسے بار بار پڑھتے ہوئے بھی نہیں اکتاتا۔

☆۔ صدر شعبہ اسلامیات، بقائی میڈیکل یونیورسٹی، کراچی

اسی وجہ سے ہادیٔ عالم، مخبر صادق، معلم کائنات، شافع محشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں میں:

ان خیر الحدیث کتاب اللّٰہ۔

بے شک بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے۔

فرما کر بار بار اس کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ انسانی کلام بہت سے اختلافات سے بھرا رہتا ہے، اس لئے اس کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ مسرت اور خوشی کے لمحات میں طبیعت میں موزونیت پیدا ہو جاتی ہے جس کا رنج والم کی صورت میں کوسوں پتہ نہیں چلتا غرض مختلف اثرات ذہنِ انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔ جن سے کلام متاثر ہوتا ہے۔ لہٰذا کلام انسانی کا اختلاف سے خالی ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو تیئس برس تک ایک ہی اسلوب پر کلام کرتا رہے۔

اس میں فصاحت و بلاغت، طرز بیان طریق استدلال، منشاء کلام، جمالیاتی طرز اسلوب، نغمگی و موسیقی، شعری اوزان، غرضیکہ سارے اوصاف موجود ہیں، قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جو سارے اوصاف سے متصف ہے، اور اس کے اسلوب میں کسی قسم کا فرق نہیں پایا جاتا۔ قرآن مجید کی آیات میں اپنے جمالیاتی طرز اسلوب میں سیرت نبوی ﷺ کا تذکرہ موجود ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے محبت و تعلق سب سے مقدم اور اول ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی چار بنیادوں کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (۱)

پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کی حمایت کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں،

اس آیت مقدسہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کی چار بنیادیں بتائی گئی ہیں اور اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ ایمان بالرسول، ۲۔ تعظیم رسول، ۳۔ نصرتِ رسول، ۴۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تعلق کی پہلی دو انواع میں مرکز و محور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے، اور تعلق کی

نوعیت ادبی اور حُبّی ہے۔ جب کہ دوسری دو انواع میں مرکز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آپ ﷺ کی تعلیماتِ مبارکہ ہیں، اور تعلق کی نوعیت تعلیماتی، اتباعی اور عملی ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید نے ان چار انواع کو ایک خاص انداز اور ترتیب سے ذکر فرما کر یہ واضح کر دیا ہے کہ دین اسلام میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کا ادب، ان سے محبت اور اعتقاد و اعتماد کا تعلق قائم ہوتا ہے اور بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور تعلیمات سے اطاعت و اتباع اور نصرت و عمل کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس امر کی تصریح بھی فرمادی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:

لایو ٔمن احدکم حتی اکو ن احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین۔ (۲)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک میری ذات اس کے نزدیک اس کے والد اس کی اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من نفسه۔ (۳)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ہرگز صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک میری ذات اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

ان احادیث مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ کمال تک محبت کرنا ایمان ہے اور اس کا فقدان نفی ایمان ہے۔

اس جگہ قرآن مجید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار تعلق بیان کئے ہیں، تعلق محبت، تعلق تعظیم، تعلق نصرت، اور تعلق اتباع، پہلے دو کا تعلق آپ کی ذاتِ والا صفات سے ہے اور دوسرے دو کا تعلق تعلیمات سے یہی ایمان کی ترتیب ہے اور اسی پر کامیابی اور فلاح و فوز کا دارومدار ہے۔ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے وابستگی، محبت، عشق، عزت و احترام، ہی ایمان کی علامت ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر و شرک کے سامنے پہلی مرتبہ دین کی دعوت اور توحید کے پیغام کو رکھا تو کفار مکہ اور مشرکین نے اس پر آپ سے دلیل

چاہی۔ قرآن مجید اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ آپ نے اس وقت جواب میں عقلی دلائل یا خارجی معجزات نہیں پیش فرمائے، بلکہ اپنی ذاتِ مقدسہ کو توحید کی دلیل کے طور پر پیش کیا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ج اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ O (۴)

پس میں نے تمہارے اندر اپنی عمر کا کافی حصہ بسر کیا ہے کیا تم سوچتے نہیں ہو۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ کفار کو دعوت تو دین اور توحید باری تعالیٰ کی پیش کی گئی۔ مگر اس کی صداقت و حقانیت اور شہادت کی دلیل کے طور پر اللہ جل شانہ' نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اور حیات مقدسہ کو پیش کیا، معلوم یہ ہوا کہ دین اسلام میں سیرت نبوی کی اہمیت تو اجاگر ہو ہی رہی ہے، مگر اہم پہلو یہ ہے کہ دین کی دلیل اوّل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا جا رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ذات نبوی ﷺ اور سیرت محمدی ﷺ کی فضیلت و کمال اور عظمت و اہمیت اجاگر کرنے سے توحید کا اثبات اور دین اسلام کا تحقق ہو رہا ہے، اس مضمون کی دلیل یہ ہے کہ اگر تمہیں میری ذات پر اعتماد و یقین ہے تو میری تعلیمات پر بھی اعتماد کرو، اگر تم کو یقین ہے کہ میرا وجود تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہے تو میری توحید دعوت کو بھی مان لو، جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ عالی کو اس چالیس سالہ زندگی کی بنا پر جو انہوں نے نبوت کے اعلان سے پہلے دیکھی تھی قبول کر لیا اور اس پر اعتماد کر لیا، جب کہ یہ خالصتاً ذاتی حوالہ تھا جسے پہلے تسلیم کروایا گیا پھر جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مانتے اور تسلیم کرتے چلے گئے۔ گویا توحید کی دعوت اور رسالت و نبوت سب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ثقاہت کی بنیاد پر قبول کروائی گئی۔ اس قرآنی طرز استدلال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دین میں تعلقِ اوّل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مطلوب و مقصود ہے، پھر تعلیماتِ مقدسہ سے اسی طرح اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایمانی فضیلت، دینی کردار اور حمیت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید کہتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ج وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۔(۵)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ انکے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت

ہیں، آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدہ ریز ہوتے، وہ تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ عبادت و اطاعت الٰہی اخلاص وللھیت، اخلاق حسنہ، اور جہاد اسلامی جیسے ایمانی محاسن اور دینی فضائل و عظمت کا ذکر بعد میں کیا گیا، اور انہیں اصل پہچان اور شناخت قرار نہیں دیا گیا بلکہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اصل پہچان، شناخت، اور فضیلت و عظمت و الذین معه کہہ کر حضور ﷺ سے نسبت اور تعلق کو قرار دیا گیا ہے۔

یعنی وہ جماعت صحابہ اپنے تقویٰ، اطاعت و عبادت، اخلاق و جہاد اور تعلق مع اللہ جیسے فضائل و خصائل رکھنے کی وجہ سے صحابہ نہیں بنے ہیں اور نہ ہی ان خوبیوں کی وجہ سے انہیں انبیا علیہم السلام کے بعد تمام انسانی طبقات پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ ان کا اصل طرۂ امتیاز والذین معه یعنی معیت محمدی ﷺ ہے۔

یہ ان کا تعلق ذاتی تھا جو بہر حال عملی و تعلیماتی تعلق سے افضل و اعلیٰ تھا۔

کیونکہ تعلیماتی، عملی اور اتباعی تعلق تو امت کے دیگر طبقاتِ صالحین کو بھی میسر ہے۔ مگر جو ذاتی تعلق، صحبت و قربت، کا شرف اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملا وہ کسی اور کو نہ مل سکا، اور یہی ذاتی تعلق کائنات انسانی میں ان کے شرف و امتیاز کا باعث بن گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے وہ یہودی جو بعد میں منافقین کہلائے بنیادی طور پر وحی اور اس کی تعلیمات کے قائل تھے، ان کے مطلقاً منکر نہ تھے توحید باری تعالیٰ پر بھی یقین رکھتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی و عملی برتری اور عظمت و حرمت کا اقرار بھی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اب بہت سے معتدل مزاج عیسائی اور غیر مسلم مصنفین و مؤرخین بھی آپ ﷺ کی ان خوبیوں کا اقرار کرنے لگے ہیں، لیکن ان تمام اقرار و اعتراف کے باوجود وہ دولتِ ایمان سے محروم ہیں، کیونکہ توحید و رسالت اور آخرت حتیٰ کہ تمام اعتقادات اسلامی موجود ہوں مگر بواسطۂ رسالت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں تو سب کچھ عبث ہوگا، اسلام و ایمان کا راستہ ہی نسبتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے نکلتا ہے اور اس نسبتِ محمدی ﷺ میں پھر ربط مقدم ہے اور ربطِ تعلیمات مؤخر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے بارگاہ رسالت اور عمل و عبادت کے باہمی تعلق و تناسب کو ایک خاص حوالے سے یوں بیان کیا ہے۔

یَآ یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ O(۶)

اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی (ﷺ) کی آواز سے زیادہ بلند نہ کیا کرو، اور ان سے اس طرح زور سے نہ بولو جس طرح آپس میں زور سے بولتے ہو، کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں، اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں تین چیزوں کا ذکر ہے، پہلا یہ کہ بارگاہ نبوی میں آواز بلند کرنے یا عام طریقہ سے بلانے کی معمولی سی بے ادبی کی بھی ممانعت ہے، دوسرے یہ کہ اس معمولی بے ادبی سے زندگی کے تمام اعمال صالحہ اکارت جاتے ہیں، تیسرے یہ کہ انسان کو اس بربادی کا شعور بھی نہیں ہو پائے گا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ایک طرف زندگی بھر کے اعمال و عبادات ہیں دوسری طرف بارگاہ رسالت میں معمولی سی بے ادبی، یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ اعمال و عبادات دین کا تعلیماتی اور عملی پہلو ہیں اور تعظیم و تکریم بارگاہِ رسالت ذاتِ محمدی ﷺ سے تعلق کا حبی اور ادبی پہلو ہے، اگر خدانخواستہ بارگاہِ نبوی میں ذرا سی بھی بے ادبی ہو جائے تو زندگی بھر کے اعمالِ صالحہ غارت ہو جاتے ہیں وجہ صرف یہ ہے کہ اس شخص نے ایک بار بے ادبی کر کے نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات سے اپنے حبی و عشقی اور ادبی و تعظیمی تعلق کا نفی کر دی اور یوں وہ آپ ﷺ سے دور ہو گیا اور جب نبی اکرم ﷺ سے اس کا حبی و ادبی اور قلبی رشتہ ہی نہ رہا تو آپ ﷺ کی تعلیمات سے عملی رشتہ اور تعلق کی کوئی اہمیت و حیثیت باقی نہ رہی۔

قرآن مجید میں نبی ﷺ کیلئے دل نشین القاب و خطابات

یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ سارے قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی آپ ﷺ کو نام لے کر نہیں مخاطب کیا گیا، جبکہ دیگر انبیا علیہم والسلام کو ان کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا رہا۔

کچھ قرآنی مثالیں پیشِ نظر ہیں:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ (۷)

اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں۔

يٰمُوْسَىٰٓ اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاس (۸)

اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں سے چن لیا۔

يَايَحْيىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ (۹)

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔

يَازَكَرِيَّا انا نبشرك بغلام (۱۰)

اے زکریا! ہم آپ کو لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِنَّا ۔ (۱۱)

اے نوح! ہمارے سلام کے ساتھ کشتی سے اترو،

قَالَ يٰآدَمُ اَنْبِئْهُمْ ۔ (۱۲)

اے آدم! انہیں اشیاء کے نام بتادو۔

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ ﷺ کو خصوصی القاب سے یاد فرمایا۔

چند قرآنی مقامات پیش نظر ہیں:

يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً (۱۳)

اے کملی اوڑھنے والے! رات کو قیام کر مگر تھوڑے وقت کے لئے۔

يٰاَيُّهَا الْمُدَثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ (۱۴)

اے چادر لپیٹنے والے اٹھ اور غافلوں کو تنبیہ فرما،

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ○ (۱۵)

طہٰ! ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ (۱۶)

یٰسین! قسم ہے قرآن حکیم کی بے شک آپ برگزیدہ رسولوں میں سے ہیں۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيْراً ○ (۱۷)

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوش خبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ (۱۸)

اے رسول! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے پہنچا دیجئے۔

ان القابات میں کس قدر محبت کی چاشنی ہے ان الفاظ میں امت محمدیہ ﷺ کو یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ جب اللہ جل شانہ کی ذات خالق ہو کر اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو نام لے کر پکارنا گوارا نہیں کرتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو القابات و خطابات سے نوازتی ہے تو افرادِ امت کے لئے بھی یہ لازمی ہے کہ اس معظم و محترم ہستی کی بارگاہ میں محبت اور ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

قرآن مجید میں سیرت نبوی ﷺ سے محبت و عقیدت اور احترام کا انداز

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ (۱۹)

اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب تم کو کتاب اور حکمت سے سرفراز کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے اس کتاب کی تصدیق کرنے والا جو تم کو دی گئی ہے تو تم اس رسول پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد لازماً کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا عرض کیا ہم نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو تم گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا O (۲۰)

قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے۔

وَالنَّجْمِ اِذَاهَوٰیO مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰیO وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیO اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحٰیO عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰیO ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰیO وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰیO ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰیO فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰیO مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰیO اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَایَرٰیO وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰیO عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰیO عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰیO اِذْیَغْشَی السِّدْرَةَ مَایَغْشٰیO مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰیO (۲۱)

ستارے کی قسم! جب وہ غائب ہونے لگے، تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ بہکے اور نہ وہ بھٹکے اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے، وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے، اس کا سکھایا اس سخت قوت والے، طاقت والے (فرشتے) نے، پھر اس نے قصد کیا (رسول ﷺ کے سامنے آیا) اور وہ سب سے بلند کنارے پر تھا، پھر وہ نزدیک ہوا، پھر اور نزدیک ہوا، تو وہ کمان کے دو کناروں کے برابر رہ گیا، یا اس سے بھی کم تو اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی جو اس نے دیکھا دل نے تصدیق کی، کیا جو اس نے دیکھا تم اس سے اس پر جھگڑتے ہو، اور تحقیق اس نے دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک دیکھا ہے۔ اس کے نزدیک جنت الماوٰی ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا، جو چھا رہا تھا، آنکھ نے نہ کجی کی اور نہ وہ حد سے بڑھی۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ O (۲۲)

آپ کی جان کی قسم! اب وہ اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے تھے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ (۲۳)

اور جس وقت آپ ﷺ نے پھینکی تھی آپ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی

تھی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (۲۴)

بلا شبہ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں گویا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (۲۵)

کیا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ نہیں کھول دیا اور آپ ﷺ سے آپ کا بوجھ اتار دیا، جس نے توڑ دی آپ کی پشت اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ۝ (۲۶)

قسم ہے آفتاب کی روشنی کی اور رات کی جب وہ چھا جائے آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ بیزار ہوا اور آخرت آپ کے لئے پہلی حالت سے بہتر ہے، اور عنقریب آپ کو آپ کا رب عطا کرے گا پس آپ راضی ہو جائیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (۲۷)

اللہ اور اس کے فرشتے رسول (ﷺ) پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (۲۸)

تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا ہرگز نہ سمجھنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو،

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ (۲۹)

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ ان پر عذاب کرے۔

قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (۳۰)

ہم دیکھتے ہیں بار بار آپ ﷺ کا منہ آسمان کی طرف پھرنا تو ضرور ہم آپ کو قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے آپ پسند کرتے ہیں، پس آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (۳۱)

نبی ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اور اس نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (۳۲)

اے مومنو! نبی کی آواز پر تم اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور ان کے سامنے زور سے نہ بولو جیسے ایک دوسرے سے بلند آواز میں گفتگو کرتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو، بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے نزدیک اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے آزمایا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

قرآن مجید میں سیرت نبوی ﷺ کا تعلیماتی انداز

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (۳۳)

اور ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ O (۳۴)

اے کپڑے میں لپٹے ہوئے (محمد ﷺ) کھڑے ہو جاؤ، پھر ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور پلیدی سے دور رہو۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ق وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ O (۳۵)

وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو ان لوگوں کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ O (۳۶)

یقیناً آپ کا خلق عظیم ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْکُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ ج فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ ج اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ O (۳۷)

پس یہ سب کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے، کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہو گئے ہیں اور اگر آپ تندخو سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے تو آپ انہیں معاف فرما دیں اور اللہ سے ان کے لئے بخشش طلب کریں، ان سے معاملے میں مشورہ لیتے رہئے۔ پھر جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ ہی پر بھروسہ کیجئے بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ ط وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ ج وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ج

وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً O (۳۸)

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت آپ ﷺ پر نہ ہوتی تو ان کی ایک جماعت نے قصد کر ہی لیا تھا کہ آپ کو بہکا دیں اور وہ نہیں بہکا رہے ہیں مگر اپنے آپ کو اور آپ ﷺ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نے آپ پر نازل کی کتاب اور حکمت اور آپ ﷺ کو سکھایا جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے۔ اور ہے آپ پر اللہ کا بڑا فضل۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O (۳۹)

بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئے ہیں جو تکالیف تم کو پہنچتی ہے ان پر گراں گزرتی ہے، تمہارے لئے فراوانی کے طالب رہتے ہیں، اور مؤمنوں کے حق میں تو نہایت شفیق و مہربان ہیں۔

يٰـاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّـآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْراً O وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِـهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْراً O (۴۰)

اے نبی! ہم ہی نے آپ کو گواہ اور خوش خبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے)

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَـهٗ مَكْتُوْباً عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰـهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّـذِيْنَ اٰمَنُوْا بِـهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَـهٗٓ ۙ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (۴۱)

وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں، رسول نبی امی ﷺ کی، جسے وہ لکھا ہوا پاتے ہیں

اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں وہ انہیں حکم دیتا ہے بھلائی کا اور انہیں روکتا ہے برائی سے، اور ان کے لئے حلال کرتا ہے پاکیزہ چیزیں، اور ان پر حرام کرتا ہے ناپاک چیزیں، اور اتارہے ان سے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے بس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کی حمایت کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ وہی فلاح پانے والے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (۴۲)

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ عمل ہے۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید فرقان حمید کی جامعیت اور جمالیاتی طرزِ اسلوب کے تعلق و مناسبت سے جو آیات مقدسہ پیش کی گئی ہیں وہ اپنے اندر ایک توازن و تناسب، موزونیت اور نغمگی رکھتی ہیں، یہ قرآن مجید کے جمالیاتی اسلوب کا پہلو ہے جو اپنے اندر خاص قسم کی معنوی وسعت بھی رکھتا ہے۔ اس کے لئے قرآن ذوقِ سلیم اور سیرت النبی ﷺ کے وجدان کی بیداری درکار ہے، یہ بات واضح رہے کہ نزولِ قرآن مجید کا مقصد بھی انسانیت کی رہنمائی تھی اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت بھی اسی مقصد کے لئے ہوئی تھی۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے اسلوب بیان میں یہ رنگ کیوں رکھا گیا، ہم اسے نہ تو اتفاق کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی ادبی تصنع کا انداز، قرآن مجید ان تمام نقائص سے پاک ہے۔

سیرت نبوی ﷺ کے تعلق سے بھی دین کے دیگر مضامین و عناوین کی طرح قرآن مجید ہی معیار ہے اور اسلامی تعلیمات کے مزاج کا صحیح تعین بھی قرآن مجید کے اسلوب و بیان سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن مجید احکام و تعلیمات نبوی ﷺ اور اخلاق و کردار محمدی ﷺ کے بیان کا سبب سے بڑا منبع اور عظیم مقصد ہے جس کے بعض منظر اس مضمون میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

۞

حواشیہ وحوالہ جات

۱۔ القرآن کریم سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷،
۲۔ بخاری
۳۔ بخاری
۴۔ سورۃ یونس، آیت ۱۶
۵۔ سورۃ الفتح، آیت ۲۹
۶۔ سورۃ الحجرات، آیت ۲،
۷۔ سورۃ آل عمران، آیت ۵۵،
۸۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۴
۹۔ سورۃ مریم، آیت ۱۲،
۱۰۔ سورۃ مریم، آیت ۱۷،
۱۱۔ سورۃ ھود، آیت ۴۸،
۱۲۔ سورۃ البقرہ آیت ۳۳،
۱۳۔ سورۃ المزمل آیت ۱، ۲،
۱۴۔ سورۃ المدثر، آیت ۱، ۲
۱۵۔ سورۃ طہٰ، آیت ۱، ۲،
۱۶۔ سورۃ یٰسین، آیت ۱۔ ۳،
۱۷۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵،
۱۸۔ سورۃ المائدہ، آیت ۶۷،
۱۹۔ سورۃ آل عمران، آیت ۸۱،
۲۰۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹،
۲۱۔ سورۃ النجم، آیت ۱۔ ۱۷،
۲۲۔ سورۃ الحجر، آیت ۷۲،
۲۳۔ سورۃ الانفال، آیت ۱۷،
۲۴۔ سورۃ الفتح، آیت ۱۰،
۲۵۔ سورۃ النشراح، آیت ۱۔ ۴،
۲۶۔ سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۔ ۵،
۲۷۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶
۲۸۔ سورۃ النور آیت ۶۳
۲۹۔ سورۃ الانفال، آیت ۳۳،
۳۰۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴
۳۱۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۶
۳۲۔ سورۃ الحجرات، آیت ۲۔ ۳،
۳۳۔ سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷
۳۴۔ سورۃ المدثر، آیت ۱۔ ۵،
۳۵۔ سورۃ الجمعہ آیت ۲
۳۶۔ سورۃ القلم، آیت ۴
۳۷۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹
۳۸۔ سورۃ النساء، آیت ۱۱۳
۳۹۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸
۴۰۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵۔ ۴۶
۴۱۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷
۴۲۔ سورۃ الاحزاب آیت ۲۱،

قرآنِ کریم کی، مختصر، جامع، آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

احسن البیان فی تفسیر القرآن

ترتیب: سید فضل الرحمٰن

حصہ اوّل: سورۂ فاتحہ وبقرہ، صفحات: ۴۴۸، حصہ دوم: سورۂ آل عمران ونساء، صفحات: ۴۰۸ حصہ سوم: سورۂ مائدہ تااعراف صفحات: ۴۶۴،

حصہ چہارم: سورۂ انفال تارعد صفحات: ۴۶۴ حصہ پنجم: سورۂ ابراہیم تاانبیاء صفحات: ۴۶۴

اہلِ علم کی آراء

”حقیقت یہ ہے کہ ایسی تفسیر نہ صرف عوام کے لئے بلکہ خواص کیلئے بھی مفید ہے اور قابلِ صد ستائش ہے، تفسیر قرآن سے متعلق یہ ”احسن البیان“ یقیناً اسم با مسمّٰی ہے۔“

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں مدظلہ، حیدر آباد،

”یہ تفسیر صاحبزادہ حافظ فضل الرحمٰن زید مجدہم (فرزند حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب مرحوم ومغفور) نے بہت عرق ریزی سے لکھی ہے۔“ مفتی محمد ضیاء الحق دہلوی مدظلہ،

چند خصوصیات

- کتاب کے شروع میں سات ابواب پر مشتمل قرآنی علوم کا مفصل تعارف ہے۔ قرآن اور وحی، فضائلِ قرآن، آدابِ تلاوت، نزول قرآن، حفاظتِ قرآن، اسبابِ نزول اور تفسیر قرآن کے ماخذ وغیرہ امور پر نہایت واضح اور محققانہ انداز میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔
- ہر سورت کی ابتداء میں اس کی وجہ تسمیہ، مختصر تعارف اور اس کے مضامین کا آیت وار خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔
- تقریباً ہر آیت پر اس کے مضمون کی مناسبت سے مختصر عنوان قائم کیا گیا ہے۔
- عربی زبان سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے الفاظ کی لغوی اور اصطلاحی تشریح کی گئی ہے۔
- ترجمہ و تفسیر نہایت سلیس، عام فہم اور بامحاورہ ہے۔
- تفسیر و تشریح اکابر علماء کرام کی تفاسیر سے اخذ کی گئی ہے اور جو مضمون یا عبارت جس تفسیر سے لی گئی ہے اس کا مکمل حوالہ دیا گیا ہے۔
- بہترین کاغذ، دیدہ زیب رنگین سرورق، عمدہ کمپیوٹرائزڈ کتابت، اعلیٰ آفسٹ طباعت، مضبوط پائیدار جلد بندی جیسی اضافی خوبیوں کے ساتھ۔

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز